صاحب ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

نازیہ پروین
ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

ABSTRACT

Pir Muhammad karam Shah Ali Azhari(1998), sitara-e-imtiaz was an eminent scholar of Pakistan. He was a famous saint of chishtia order, a learned theologian, a commentator of the Holy Quran, a biographer of the Holy Prophet(ﷺ), a jurist, an educational and justice of Supreme Court of Pakistan.

He completed his famous exegesis of the Holy Quran entitled Zia-ul-Quran in urdu language in five volumes in 19 years. It is very popular in modern tafsir of Holy Quran. He was also the writer of sirah Zia-ul-Nabi (ﷺ) and Sunnat-e-Khair-ul-Anam which are very popular and significant books. He revived the dying traditions of sufi orders and restored the intellectual identity of sufi Centuries.

In this tafsir pir Sahab felt great sorrow on sectarian (فرقہ واریت) and gave references of money others scholars in his tafsir Zia-ul-Quran who are belong to different sectarian with respect. I have consise book and this tafsir that what are the reasons and need that emphasize him to wrote such an excellent tafsir and what was the aim behind writing.

جس طرح آفتاب کی ضیاء باریاں کسی خاص خطے، علاقے، شہر، بستی یا آنگن کیلئے مخصوص نہیں ہوتیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین کو ایسا مقام عطا فرماتا ہے جن کا فیضان کل عالم میں آفتاب کی مانند پھیل جاتا ہے۔ عصر حاضر کے عظیم ماہر مفسر قرآن،

صاحب اسلوب سیرت نگار، شہرہ آفاق، ماہر تعلیم، ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہریؒ کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ نسبتاً قریشی، مشرباً چشتی نظامی، اور مسلکاً حنفی ہیں۔

خاندان

آپ کا سلسلہ نسب حضرت غوث العالمین شیخ الاسلام بہاء الحق والدین ابو محمد زکریا ملتانی سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے ایک باکمال فرد دیوان پیر فتح شاہ صاحب تقریباً تین صدی قبل لاہور سے بھیرہ منتقل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے پیر صاحب کو فرزند ارجمند سے نوازا جو امیر المساکین پیر امیر شاہ صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ قطب العارفین شمس الحق والدین خواجہ شمس الدین سیالویؒ سے بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ نوے (۹۰) سال کی عمر میں آپ نے جمادی الثانی ۱۳۴۶ ہجری میں وفات پائی۔

آپ کے صاحبزادے پیر حافظ محمد شاہ نے تقریباً ۱۹۰۱ء میں بھیرہ سے ضلع سرگودھا ہجرت کی۔ والد نے تربیت پر خصوصی توجہ دی اور مولانا ضیاء الامت محمد ضیاء الدین سیالویؒ سے بیعت کرایا پھر حضرت خواجہ نے مختلف ریاضتوں کے بعد آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ مفکر اسلام پیر کرم شاہ الازہریؒ آپ ہی کے صاحبزادے ہیں۔

ولادت باسعادت

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ بمطابق یکم جولائی ۱۹۱۸ء بروز دوشنبہ بوقت شب بھیرہ شریف میں ولادت ہوئی۔

نام رکھنے کی وجہ

پیر صاحب کا نام "محمد کرم شاہ" ان کے دادا پیر امیر شاہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) نے تجویز کیا تھا۔ نام رکھنے کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی کہ "پیر کھارا کوہستان نمک کے دامن میں ایک گاؤں ہے جو "پیر کرم شاہ المعروف ٹوپی والے" کے فیض کی وجہ سے مرجع خلائق ہے، اس ہستی کے ساتھ ان کے خانوادہ کی رشتہ داری ہے اس لئے آپ کے جد امجد نے انہی کی نسبت سے آپ کا نام محمد کرم شاہ رکھا۔

تعلیم وتربیت

خاندان کی روایت کے مطابق تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے ہوا۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم محمدیہ غوثیہ پرائمری اسکول سے حاصل کی جس کو ان کے والد پیر محمد شاہ (متوفی ۱۹۵۷ء) نے ۱۹۲۵ء میں قائم کیا تھا۔ پیر صاحب اس اسکول کے پہلے طالب علم تھے، اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ ۱۹۳۶ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول بھیرہ سے میٹرک کیا۔ پیر صاحب اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ اپنے والد کا قائم کردہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ (قائم شدہ ۱۹۲۵ء) بھیرہ میں دینی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۴۱ء میں انہوں نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔

والد گرامیؒ نے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ دینی علوم کی تکمیل کے لئے اپنے قائم کردہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں اُس دور کے چوٹی کے علماء وفضلاء کو مدعو کیا۔ علوم عقلیہ کی تعلیم کے لئے امام المناطقہ مولانا محمد دین بدھوی (ضلع

کیمبل پور) فقہ، تفسیر، ادب، عروض اور ریاضی وغیرہ علوم کیلئے قدوۃ الفضلاء مولانا غلام محمد قدس سرہ (گھوٹوی، ضلع میانوالی) کو مقرر کیا۔ دورۂ حدیث کیلئے آپ صدر الافاضل قائد اہل سنت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ کی خدمت میں ۱۹۴۲ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد گئے۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں اپنے ایک سالہ قیام کے دوران آپ نے اپنی لیاقت و قابلیت کے انمٹ حضرت صدر الافاضلؒ کے قلب و ذہن پر نقش کئے۔ آپ کو دستار فضیلت حضرت دیوان صاحب آل رسول اجمیری نے بندھائی۔ اس موقع پر حضرت صدر الافاضلؒ نے فرمایا "میں آج مطمئن ہوں کہ میرے پاس جو امانت تھی وہ میں نے موزوں فرد تک پہنچا دی ہے۔"

بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۴۵ء میں بی۔اے کیا۔ مزید تعلیم کیلئے آپ ۱۹۵۱ء میں جامعۃ الازہر مصر تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں تین سال قیام کیا۔ آخری امتحان میں پورے جامعۃ الازہر میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور "کلیۃ الشرعیۃ الاسلامیۃ" (قانون اسلامی) کی سب سے بڑی ڈگری لے کر وطن واپس تشریف لائے۔" ۲

جامعۃ الازہر میں ایم۔اے کرنے کے بعد جامعہ کے شعبہ تخصص فی القضاء میں ایم۔فل/پی۔ایچ ڈی کے لئے رجسٹریشن کرائی تھی اور آپ کے مقالہ کا عنوان "الحدود فی الاسلام" تھا۔ آپ یہ تحقیقی کام ڈاکٹر ایوب علی (بنگلہ دیش) کی زیر نگرانی کر رہے تھے۔ لیکن آپ کا کام مکمل نہ ہو سکا اور ادھورا چھوڑ کر وطن واپس آ گئے۔ ۳

آپ والد محترم کے انتہائی فرمانبردار صاحبزادے تھے۔ وطن واپس آ کر والد کی تیمارداری میں لگ گئے۔ اس کے علاوہ والد صاحب کے قائم کردہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ سرگودھا میں طلباء کو پڑھانے میں لگ گئے اور جدید نصاب متعارف کروایا جو کہ عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق تھا۔

پیر صاحبؒ اپنے مطالعہ کے شوق کے بارے میں اکثر اپنے طلباء کو یوں بتایا کرتے تھے۔ "میری زندگی میں بہت سی ایسی راتیں آئی ہیں کہ جب میں نماز عشاء کے بعد مطالعہ میں مصروف ہوتا، کتابیں اپنے اسرار و رموز میرے سامنے منکشف کرتیں جاتیں۔ اسی محویت کے عالم میں صبح کے مؤذن کی اذان مجھے رات کی تنگ دامانی کا احساس دلاتی۔" ۴

بحیثیت جج آپ کا کردار

"حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ معلم، ولی، مؤلف و مفسر اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۸ء تک سپریم کورٹ میں جج کے عہدے پر فائز رہے پھر ۱۹۸۸ء میں حکومت پاکستان نے جنیوا میں ہونے والی کانفرنس کے لئے ملکی اور عالمی مسائل کے حوالے سے پاکستان کے موقف کی وضاحت کے لئے آپ کو مستقل نمائندہ مقرر کیا۔ وہاں آپ نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے آئینی فیصلے کا مقدمہ بڑی خوبصورتی سے لڑا اور ناموس رسالت کا تحفظ احسن طریقے سے کیا۔ عدالت نے آپ کے دلائل کی روشنی میں پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے آئینی فیصلے کو درست تسلیم کیا۔۵ پھر جون ۱۹۸۱ء میں آپ کو وفاقی شرعی عدالت کا جسٹس مقرر کیا گیا۔ یوں ۱۷ سال ایک ماہ آپ عدالتی فرائض نبھاتے رہے اور کئی اہم فیصلے سنائے۔

تصانیف

پیر صاحب نہ صرف بہترین مفسر قرآن تھے بلکہ بہترین سیرت نگار بھی تھے۔

تفسیر ضیاء القرآن

آپ نے تقریباً انیس سال کی محنت شاقہ سے ضیاء القرآن کے نام سے تفسیر لکھی جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر علم ومعرفت سے لبریز بڑی دلکش اور نہایت دل آویز ہے۔ اس کا مطالعہ نہ صرف قرآنی حقائق ومعارف کے نئے پہلوؤں سے آگاہ کرتا ہے بلکہ فاضل مفسر کی دقت نظر، خیر خواہی اور سوز دروں کا ثبوت بھی مہیا کرتا ہے۔ بالخصوص ضیاء القرآن کے ترجمے اور تفسیر کو پڑھنے کے بعد قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ عشق وعمل کا حسین امتزاج ہے۔ ضیاء القرآن کی خوبی ہے کہ اس میں جہاں دلائل توحید پر بڑی واضح بحثیں ملتی ہیں وہاں عظمت رسالت بھی اپنی رعنائی کے ساتھ موجود ہے۔ ہر قسم کے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی مسائل پر بحث کی گئی ہے اور خصوصی طور پر ان مسائل کا ذکر کیا گیا ہے جو ملت اسلامیہ کے مختلف طبقات کے درمیان وجہ نزاع بنا ہوا ہے۔ بغرض یہ لفظی، تحقیقی اور عقلی ونقلی دلائل کا اتنا حسین امتزاج ہے کہ قاری داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ضیاء النبی ﷺ

سیرت نگاری میں ضیاء النبی اور شہرہ آفاق کتاب جس سے آپ کو شہرت ملی۔ یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں قبل از اسلام مختلف ملکوں کے مذہبی، اخلاقی ومعاشی وسیاسی حالات کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسری جلد میں ہجرت مدینہ تک، تیسری جلد میں واقعہ افک تک، چوتھی جلد میں سیرت کے بقیہ حالات، پانچویں جلد میں شمائل نبویؐ اور چھٹی جلد میں اسلام اور بانی اسلام پر مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کتاب کو مقابلہ کتب سیرت میں وفاقی حکومتِ پاکستان کی طرف سے ایوارڈ پیش کیا گیا۔

جمال القرآن

یہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے جو کہ پیر صاحبؒ نے سلیس، آسان اور سادہ زبان میں با محاورہ لکھا ہے اور آپ کے صاحب زادے امین الحسنات نے اس پر حاشیہ لکھا ہے۔

سنت خیر الانام

اس کتاب میں منکرین سنت کو مدلل انداز میں جوابات دیئے گئے ہیں۔

قصیدہ اطیب النغم

یہ شاہ ولی اللہؒ کے قصیدہ ''اطیب النغم'' کا ترجمہ وشرح ہے۔

اولاد امجاد

حضرت ضیاء الامتؒ کی اولاد امجاد میں تین صاحبزادیاں اور چھ صاحب زادے ہیں۔[10]

وصال

۷ اپریل، ۱۹۹۸ء، ذوالحجہ کی شام ڈھلنے کے بعد ذوالحجہ کی ابتدائی ساعتیں اس پیکر اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

پیامِ وصول بن کر آ گئیں۔ اِذا از جنازہ خواجہ محمد حمید الدین سیالویؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف نے پڑھائی۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کوئی مفسر ہوا ہے تو بہترین سیرت نگار نہ بن سکا، اگر سیرت پر قلم اٹھایا تو وہ میدانِ تفسیر میں اپنے جوہر نہ دکھا سکا مگر خدا تعالیٰ کی آپ پر رحمت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ آپ نے تفسیر قرآن اور سیرت نگاری دونوں پر خوش چینی کی۔

پیر صاحب نے انیس سال کی محنت شاقہ سے ضیاء القرآن کے نام سے تفسیر لکھی جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ علم و معرفت سے لبریز یہ تفسیر بڑی دلکش و دل آویز ہے۔ نہ صرف قرآنی حقائق و معارف کے نئے پہلوؤں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ دلائل توحید بڑے واضح انداز میں ملتے ہیں۔ ہر قسم کے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی مسائل پر بحثیں کی گئی ہیں۔ خصوصاً ملت اسلامیہ میں مختلف طبقات کے دوران ان مسائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو کہ باعث نزاع بنے ہوئے ہیں۔ غرض لفظی، تحقیقی، اور عقلی و نقلی دلائل کا حسین امتزاج تفسیر ضیاء القرآن ہے۔

مقصدِ تحریر

پیر کرم شاہ، الازہریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ مجھ میں اتنی قابلیت ہے کہ میں ایسا کام کو سرانجام دوں مگر جب میں نے قرآن کے تراجم اور تفسیروں کا مطالعہ کیا تو جو میری نظروں سے تراجم گزرے ہیں وہ عموماً دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم تحت اللفظ تراجم کی ہے۔ لیکن ان میں وہ زورِ بیان مفقود ہے جو قرآن کریم کا طرۂ امتیاز ہے بلکہ روح رواں ہے۔ دوسری قسم با محاورہ تراجم کی ہے۔ ان میں دقت یہ ہے کہ لفظ کہیں ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ دو سطر پہلے یا دو سطر بعد درج ہوتا ہے اور مطالعہ کرنے والا یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ میں جو نیچے لکھا ہوا ترجمہ پڑھ رہا ہوں اس کا تعلق کس کلمہ یا جملہ سے ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ان دونوں طرزوں کو اس طرح یکجا کروں کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی برقرار رہے اور زورِ بیان میں بھی حتی الامکان فرق نہ آئے اور ہر کلمہ کا ترجمہ بھی اُس کے نیچے مرقوم ہو۔'' [12]

اندازِ تحریر

تفسیر ضیاء القرآن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تفسیر دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق لکھی گئی ہے۔ اگر طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے مفسرین کرام نے اُردو تفاسیر لکھنے میں مختلف انداز اختیار کیے ہیں، بعض نے صرف لفظی تشریح کر کے مفاہیم واضح کرنے کی کوشش کی ہے، بعض نے فصاحت و بلاغت اور اعجاز قرآن کو خصوصی اہمیت دی ہے، بعض نے فقہی و شرعی احکام و مسائل کے استنباط و استخراج کو مدنظر رکھا، بعض نے سیرت طیبہ اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو، لیکن ایسے مفسرین کرام کی بھی کمی نہیں جنہوں نے ان تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کر کے روشنی ڈالی ہے۔ پیر صاحبؒ کی ضیاء القرآن بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔ اس میں پیر صاحبؒ نے ''خیر الامور اوسطها'' پر عمل کرتے ہوئے میانہ روی کو اختیار کیا ہے۔

ضیاء القرآن نام رکھنے کی وجہ

پیر کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد قمر الدین صاحب میرے مرشد تھے۔ ان کے والد ماجد خواجہ ضیاء الدین

صاحب ہیں۔ ایک تو ان کی طرف اشارہ ہے، یہ ضیاء کا لفظ میں استعمال کرتا ہوں۔ دوسرا یہ کہ میں نے جتنے بھی ناموں پر غور کیا ان میں سب سے زیادہ یہی پسند آئے، باقی یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے یہ نام جنرل ضیاء صاحب کی وجہ سے رکھے ہیں کیونکہ جس وقت میں نے ضیاء القرآن پہ کام کرنا شروع کیا تھا اس وقت ضیاء الحق صاحب نہ تو پاور میں تھے نہ ہی کسی شمار میں۔'' (۱۳)

دیباچہ

حضور ضیاء الامتؒ نے سب سے پہلے ضیاء القرآن کے دیباچے میں وہ تمام باتیں درج کی ہیں جو تفسیر سے متعلق ہیں اور قارئین کیلئے ان کا جاننا ضروری ہے۔ آپ دل نشین انداز میں دیباچے میں عجز وانکساری کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جس میدان میں ابن جریرؒ اور ابن کثیرؒ جیسے محدث اور مورخ، زمخشری اور ابن حیان اندلسی جیسے ادیب اور نکتہ سنج رازیؒ اور بیضاویؒ جیسے متکلم اور فلسفی، ابوبکر جصاص اور عبداللہ القرطبیؒ جیسے فقیہ اور عظمیٰ قرآن کی عظمت وجلالت کے سامنے دم بخود اور سر بگریباں کھڑے ہوں میرے جیسے ہیچمداں کا ادھر رخ کرنا بالیقیں محل تعجب وحیرت ہے۔ خدا شاہد ہے کہ کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ مجھے یہ کام کرنا ہے یا میں یہ کام کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں یا ایسے فہم وادراک کے ناخن سے کسی پیچیدہ گرہ کو کھول سکتا ہوں یا میرے قلم میں اتنا زور ہے کہ میری نگارشات قرآن فہمی کے راستے سے ساری رکاوٹیں دور کرسکتی ہیں۔ ان تمام کوتاہیوں کا پورا احساس ہوتے ہوئے یہ کچھ ہوگیا اس کی توجیہ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ یہ اللہ رب العزت نے چاہا اور ہوگیا۔'' (۱۴)

پیر صاحبؒ نے اپنے مخصوص انداز تحریر میں قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت، علوم کی وسعت کے سامنے علماء فقہاء کی تنگ دامنی، تفاسیر کے موضوعات، نزول قرآن کی مقصدیت اور منہاج القرآن کی نشاندہی کی ہے۔ آپ نے جہاں ضروری سمجھا وہاں ان تمام صرفی ونحوی الجھنوں اور لغوی پیچیدگیوں کو ائمہ فن کے مستند اقوال کے ذریعے حل کیا ہے جو قارئین کے فہم قرآن میں مشکلات پیدا کرتی ہیں۔ آپؒ نے ہر سورہ سے پہلے اس کا تعارف لکھا ہے۔ جس میں سورہ کا زمانہ نزول، اس کا ماحول، اس کے اہم اغراض ومطالب، اس کے مضامین کا خلاصہ اور اگر اس میں کسی سیاسی یا تاریخی واقعہ کا ذکر ہے تو اس کا پس منظر بیان کیا ہے تاکہ قارئین کو مطالعہ کے وقت دقت پیش نہ ہو۔ آپؒ نے ضیاء القرآن کے دیباچے میں جمع وتدوین قرآن پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ جس میں نزول قرآن، کتابت قرآن، اور حفظ قرآن کی وضاحت کرتے ہوئے عہد صدیقی اور عہد عثمانی دونوں کا ذکر کیا ہے۔ اسکے علاوہ ترتیب قرآن، آداب تلاوت قرآن اور رموز اوقاف قرآن پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''جہاں کہیں بھی کوئی لغوی، نحوی یا صرفی پیچیدگی نظر آتی ہے میں نے کوشش کی ہے کہ ائمہ فن کے مستند حوالوں اور اقوال سے ان کا حل پیش کروں تاکہ کوئی خلش باقی نہ رہے''۔ (۱۵)

اگر ہم آپ کی تفسیری کاوشوں کا تجزیہ کریں تو درج ذیل امتیازی خصوصیات نظر آتی ہیں جس سے آپ کا مقام بحیثیت مفسر قرآن مزید بلند ہو جاتا ہے۔

ترجمۃ القرآن

جیسا کہ پیر صاحبؒ نے ضیاء القرآن کے دیباچہ میں اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ قرآنی آیات کا ترجمہ نہ لفظی ہے اور نہ ہی مکمل بامحاورہ، بلکہ دونوں میں بڑا حسین امتزاج ہے۔ آپ نے دونوں کو اکٹھا کر کے ایک ایسا معتدل انداز اپنایا ہے جس سے قاری قرآن کے معنی باآسانی جان لیتا ہے۔ آپ نے اُردو ترجمہ کرتے وقت الفاظ کو ایسی ترتیب میں پرو دیا ہے کہ ہر کلمہ کا ترجمہ عربی عبارات کے نیچے ہی مرقوم نظر آتا ہے۔ مثلاً سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۷ اس طرح ہے:

"وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ." (۱۶)

"اور بادل کا تم پر سایہ کئے رکھا اور (تمہارے لئے) من و سلویٰ اتارتے رہے کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں، ان کو کھاؤ (پیو) مگر تمہارے بزرگوں نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی (اور) وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے تھے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔"

مسلکی وضاحت اور انداز تنقید

کسی بھی علمی مقام پر فائز شخصیت کے لئے اپنا نظریہ اور مسلک لازم بات ہے اور ہر شخص اپنے یا اپنے رہنما کے نظریہ کو اہمیت دیتا اور باقی نظریات کو زبان وقلم سے رد کرتا ہے مگر ضیاء القرآن کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پیر صاحبؒ جہاں بے باک قلم کے مالک ہیں وہیں دوسروں پر تنقید میں نہایت شائستہ اور محتاط لہجہ استعمال فرماتے ہیں۔ آپ نے پوری ضیاء القرآن میں کہیں بھی بے جا تنقید نہیں کی اور جہاں اختلاف ہوا وہیں محبت بھرے لہجے میں دلائل کے ساتھ اعتراضات کا جواب مرحمت فرمایا۔

پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "جب میں نے ترجمہ شروع کیا تو بعض مقامات پر دوسرے مترجمین سے میرا اختلاف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ارشاد فرمایا "رب العالمین" اس کا ترجمہ اکثر حضرات نے پالنے والا اور مالک وغیرہ کے الفاظ سے کیا ہے لیکن درحقیقت لفظ "رب" مصدر ہے اس کے معنی ہے "تربیت" اور تربیت عربی میں کسی چیز کو اس کی ازلی استعداد اور فطری صلاحیت کے مطابق آہستہ آہستہ مرتبۂ کمال تک پہنچانے کو کہتے ہیں۔ اس لغوی مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے اب لفظ "رب" کا ترجمہ کریں تو پالنے والا یا مالک نہیں بلکہ ترجمہ ہوگا "رتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تمام جہانوں کا"۔ ۱۷

قرآن فہمی

پیر صاحبؒ نے متعدد مقامات پر اپنی تفسیر میں فقہاء صحابہ، علماء و مفسرین کے اقوال بیان کئے ہیں اور فقہی مسائل سہل انداز میں بیان کئے ہیں۔ چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳۸ میں ارشاد ربانی ہے۔

"حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ"

"پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لئے عاجزی کرتے

ہوئے"

اسکے حاشیہ ۱۴۳ میں پیر صاحبؒ فرماتے ہیں:

> "درمیانی نماز سے کونسی مراد ہے اس میں علماء کے اقوال مختلف ہیں لیکن واضح قول یہ ہے کہ نماز عصر ہے۔ حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، و عائشہ صو غیرہم کا یہی قول ہے اور امام اعظمؒ کا یہی مسلک ہے جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہو گئی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کی قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے سے مصروف رکھا۔"[۵]

اس تفسیر میں پیر صاحبؒ کی علمی وسعت اور تحقیق و صحابہؓ کے اقوال و آثار کے بارے میں ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ان کو حوالے کے طور پر پیش کیا تاکہ تفسیر صرف تفسیر بالرائے نہ ہو بلکہ احادیث و اقوال صحابہ بھی درج ہوں۔ سورہ بقرہ حاشیہ نمبر ۲۰۶ میں پیر صاحبؒ رقمطراز ہیں:

> "بعض لوگ ان چیزوں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن پر کسی ولی یا نبی کا نام لیا جائے خواہ ذبح کے وقت اللہ کے نام سے ہی ذبح کیا جائے کیونکہ اس طرح مشرکین کے مشرکانہ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے نام لیا کرتے تھے لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مشرکین کے عمل سے ظاہری یا باطنی، صوری یا معنوی کسی قسم کی بھی مشابہت نہیں۔ کفار جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو اپنے بتوں کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری پھیرتے۔ وہ کہتے باسم اللات والعزیٰ۔ لات اور عزیٰ کے نام سے ہم ذبح کرتے ہیں اور مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینا گوارا ہی نہیں کرتے۔ اس لئے ظاہری مشابہت نہ ہوئی"

ذرا آگے چل کر بیان کرتے ہیں:

ہاں اگر کوئی ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لے یا کسی غیر خدا کی عبادت کے لئے کسی جانور کی جان تلف کرے تو اس چیز کے حرام ہونے اور ایسا کرنے والے کے مشرک و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اگر مقصد صرف ایصال ثواب ہو جیسے ہر کلمہ گو کا مقصد ہوا کرتا ہے تو اس کو طرح طرح کی تاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دیتے چلے جانا کسی عالم کو زیب نہیں دیتا۔"[۶]

یہاں ضیاء الامتؒ بغیر کسی عالم کا نام لئے تنقید فرما رہے تھے کہ بلاوجہ ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنا مناسب نہیں۔ نیز یہ فرما رہے ہیں کہ مسلمان ذبح کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیتا ہے اور اگر ایصال ثواب کی نیت کرے تو بالکل جائز ہے۔

حوالہ و اقتباس

تحقیقی معاملہ میں مستند ترین اور تاریخی اہمیت کی کتب سے حوالہ اور دوسرے مصنفین کی تحریروں کے اقتباسات نقل کرنے کا عمل تصنیف و تالیف کے میدان میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مصنف کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ آیات کی وضاحت سے پہلے احادیث

نبوی اور صحابہ کرامؓ کے آثار کو سامنے رکھے۔ اس کے علاوہ مفسرین کے اقوال بھی درج کرے۔ اس سلسلہ میں ضیاء الامتؒ نے حضرت ابن جریر، حضرت امام غزالی، شیخ ابن عربیؒ، امام فخر الدین رازیؒ، قاضی بیضاوی، حافظ ابن کثیر، امام سیوطیؒ، ابن اثیر، امام قرطبی، ابن حجر عسقلانی، زمخشری شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ محمود آلوسی کے علاوہ ابوالکلام آزاد اور ابوالاعلیٰ مودودی کے تفسیری حوالہ جات واقتباسات اپنی تفسیر میں درج کئے ہیں۔

آپ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے بارے میں آیات کی وضاحت کے لئے توریت وانجیل اور بعض مقامات پر زبور سے بھی اقتباسات لئے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اہل سنت کے چاروں مکاتب فکر کے حوالہ جات دیئے ہیں۔ سورۃ النساء کی تفسیر میں نکاح، مہر، یتیموں کی سرپرستی، وراثت، محرمات، ازدواجی زندگی اور غسل وتیمم وغیرہ جیسے فقہی مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ آپ نے تفسیر میں جہاں ضروری سمجھا وہاں نقشہ جات دیئے ہیں جن کی مدد سے قاری کو جغرافیائی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ ان نقشوں میں مشہور غزوات، انبیاء و رسل کے تبلیغی علاقہ جات، مختلف قوموں کے رہائشی علاقے، تجارتی شاہراہوں اور آثار قدیمہ کے نقشہ جات شامل ہیں۔ آپ نے مشکل الفاظ کے لغوی واصطلاحی دونوں معنی لکھے ہیں اور ماہرین لغات کی وضاحتیں بھی ساتھ ہی درج کردی ہیں۔ بلکہ ہر جلد کے آخر میں تحقیقات لغویہ اور نحویہ کی فہرستیں حروف تہجی کے لحاظ سے دی ہوئی ہیں۔ نیز ہر جلد کے آخر میں فہرست مطالب بھی تحریر کردی ہے جس سے پوری جلد کا ایک خلاصہ قاری کے سامنے آجاتا ہے۔ چند ایک حوالہ جات جن سے پیر صاحبؒ نے استفادہ کیا ہے وہ یہ ہیں:

علامہ اقبالؒ

سورہ آل عمران حاشیہ نمبر ۳۶ ضیاء الامتؒ علامہ اقبالؒ کا حوالہ دیتے ہوئے ان کا شعر نقل کرتے ہیں۔ "اگر کامل مرشد اور مربی مل جائے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے(۲۰)

صاحب تاج العروس

سورہ بقرہ کے حاشیہ نمبر ۱۵ میں ضیاالامت سحر کی لغوی واصطلاحی تعریفات بیان کرتے ہوئے صاحب تاج العروس کا حوالہ دیتے ہیں:

"صاحب تاج العروس لکھتے ہیں: واصل السحر صرف الشئی عن حقیقتہ الی غیرہ فکان الساحر لماری الباطل فی صورۃ الحق وخیل الشئی علی غیر حقیقتہ فقد سحر الشئی عن وجھہ ای صرفہ۔ (تاج) سحر کا لغوی معنی ہے کسی چیز کی حقیقت کو بدل دینا گویا جب ساحر جھوٹ کو سچ کرکے دکھاتا ہے یا چیز اپنی حقیقت کے خلاف نظر آنے لگتی ہے تو گویا اس نے اس شے کی حقیقت کو بدل دیا۔ یہ تو ہے سحر کی لغوی تحقیق۔ اب اس کے اصطلاحی معنی پر غور فرمائیے۔ ایسے الفاظ اور اعمال کے جاننے اور کرنے کو سحر کہا جاتا ہے جن سے انسان کو شیاطین کا

تقرب حاصل ہو جاتا ہے اور اس کے فرماں بردار بن جاتے ہیں"۔(۴۱)

امام ابوحنیفہؒ

پیر صاحبؒ امام ابوحنیفہؒ کا موقف بھی اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں بطور حجت پیش کرتے ہیں:

"حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ "والمشھور عنہ ان الساحر یقتل مطلقا ۔۔۔۔۔ ولا یقبل قولہ اتوب عنہ (روح المعانی)"[۴۲]

تفسیر ماجدی میں سحر کے بارے میں جیوش انسائیکلو پیڈیا کی کی تحقیق سے بھی پیر صاحبؒ استفادہ کرتے ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

"سحر و جادو کا جو منتر ان میں بہت مقبولیت حاصل کر چکا تھا جس میں میاں بیوی میں نا چاقی پیدا ہوتا کہ یہ اس پر ڈورے ڈال کر اپنے عشق کے جال میں پھانس لیں اس طرح وہ حرام کاری کا بازار گرم رکھتے۔ قرآن کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ ان کے کردار یا چہرے پر جس بدنما داغ کی نشاندہی چودہ صدی پہلے قرآن نے کی اس کو آج وہ خود اپنی تحقیق کے آئینہ میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جیوش انسائیکلو پیڈیا کی یہ عبارت پڑھئے سحر کی سب سے زیادہ عام متداول صورت اس نقش کی ہے جو عشق و محبت کے لئے دیا جاتا تھا۔ خاص کر وہ نقش جو ناجائز آشنا کیلئے لکھا جاتا تھا۔ (جیوش انسائیکلو پیڈیا، جلد ۸، ص ۲۵۵ (تفسیر ماجدی)"[۴۳]

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان پر فقر و تنگدستی مسلط کی گئی ہے جبکہ اگر دیکھا جائے تو اس کے برخلاف ہے اور یہودی بے پناہ دولت مند ہیں تو ضیاء الامت تفسیر ماجدی کا حوالہ دیتے ہوئے اس شبہ کا یوں ازالہ کرتے نظر آتے ہیں کہ "یہاں یہ شبہ کھٹکتا ہے کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر فقر و تنگدستی مسلط کر دی۔ حالانکہ ان کا شمار دنیا کی امیر ترین اقوام میں ہوتا ہے۔ اس شبہ کو دور کرنے کیلئے جیوش انسائیکلو پیڈیا کے مندرجہ ذیل فقرات ملاحظہ فرمایئے۔ گو یہود کا تمول ضرب المثل کی حد تک شہرت پا چکا ہے لیکن اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ یہود دوسری قوموں سے کہیں زیادہ غریب ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کے چند افراد بہت زائد دولت مند ہیں"۔ (جلد ا، ص ۱۶ تفسیر ماجدی)[۴۴]

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا اور انسائیکلو پیڈیا ببلیکا سے استفادہ

پیر کرم شاہ الازہریؒ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا اور انسائیکلو پیڈیا ببلیکا کی حضرت سلیمانؑ کے موحد ہونے کے بارے میں تحقیق پیش کرتے ہیں:

"یہود و نصاریٰ ایک طرف تو حضرت سلیمانؑ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہیں اور بحر و بر پر ان کی فرمانروائی کا ذکر بڑے فخر سے کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ آخری عمر میں سلیمانؑ نے توحید کو

چھوڑ دیا اور اپنی مشرک بیویوں کے باطل خداؤں کی پرستش کرنے لگا"

کچھ آگے چل کر آپ بیان فرماتے ہیں:

"سلیمان ؑ پر انہوں نے شرک صریح کا یہ الزام لگایا اور دنیا آپ کو یونہی سمجھتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ کا حبیب اور سارے انبیاء و رسل کی عزت و ناموس کا نگہبان محمد رسول اللہ تشریف لائے اور اپنے رب کا یہ فرمان دنیا کو سنایا وما کفر سلیمان۔ یعنی سلیمان ؑ تو جلیل القدر پیغمبر تھے انہوں نے کفر و شرک سے کیا واسطہ۔ چنانچہ در گوش یہود و نصاریٰ نے از راہِ تعصب اُس وقت بھی اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا لیکن ۱۳۲۱ صدیاں گزر جانے کے بعد انہیں آخر کار یہی تسلیم کرنا پڑا جو خدائے برحق نے اپنے نبی برحق کی زبان حقیقت ترجمان سے کہلوایا تھا۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۲ ص ۹۵۲ پر محققین کے قلم کو یہ لکھنا پڑا۔ "سلیمان (ؑ) خدائے واحد کے مخلص پرستار تھے" اس سے بڑھ کر یہ کہ مسیحی دنیا کے فضلاء نے انسائیکلوپیڈیا ببلیکا میں انجیل کی ان آیات کے متعلق صراحتاً لکھ دیا ہے کہ یہ غلط ہیں اور بعد میں لوگوں نے ملائی ہیں اور حضرت سلیمان ؑ اس تہمت سے منزہ تھے۔ کالم (۴۶۸۹)" ۴۵

اس میں ضیاء الامتؒ انجیل کی تحریف شدہ آیات کا رد دلائل کے ساتھ کرتے ہیں۔ جس سے ان کی محققانہ صلاحیت کا برملا اظہار ہوتا ہے اور ایک مسلم کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ انبیاء و صحابہ کرام ؓ کے خلاف کوئی بھی بات ہو تو زبان و قلم سے اس کا دفاع کرے نہ کہ یہود و نصاریٰ کے خوف سے دبکا بیٹھا رہے۔

امام مالکؒ

پیر صاحب تفسیر ضیاء القرآن کے حاشیہ نمبر ۱۸۱ میں امام مالکؒ کا شہداء کی حیات کے بارے میں قول نقل کرتے ہوئے ان سے استفادہ فرماتے ہیں:

"امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے روایت فرمایا ہے کہ جنگ احد کے چھیالیس سال بعد حضرت عمرو بن جموحؓ اور حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی قبر (دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے) سیلاب کی وجہ سے جب کھل گئی تو ان کے اجساد طاہرہ بیوتر و تازہ اور شگفتہ و شاداب پائے گئے جیسے انہیں کل ہی دفن کیا گیا ہو (موطاء) اس چودہویں صدی کا واقعہ ہے کہ جب دریائے دجلہ حضرت عبداللہ بن جابرؓ اور دیگر شہداء کی قبروں کے بالکل نزدیک پہنچ گیا تو حکومت عراق نے ان شہداء کرام کی نعشوں کو حضرت سلمان فارسیؓ کے مزار پر انوار کے جوار میں منتقل کرنا چاہا تو ان حضرات کی قبریں کھودی گئیں۔ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کے پاک جسم صحیح و سلامت پائے گئے۔ ہزارہا خلق نے اسلام کا یہ معجزہ اور قرآن کی اس آیت کی صداقت کا اپنی ان آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ ومن اصدق من اللہ قیلا۔" ۴۶

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ

پیر صاحبؒ اپنے استاد مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ کا بھی اکثر جگہ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں حوالہ دیتے نظر آتے ہیں۔ آپ سورۃ الانعام حاشیہ نمبر ۸۲ میں صدر الافاضلؒ کا حوالہ دیتے ہوئے امام جلال الدین سیوطیؒ کے موقف کی تائید کرتے ہیں:

> "حضرت صدر الافاضلؒ یہاں لکھتے ہیں "قاموس میں ہے کہ آذر حضرت ابراہیم کے چچا کا نام ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں بھی ایسا ہی لکھا ہے چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں" ۲۷

پیر صاحبؒ کا اپنے استاد صدر الافاضل محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ کی مختصر تفسیر خزائن العرفان کا تفسیر ضیاء القرآن میں مختلف جگہوں پر حوالہ دینا اور ان کی رائے پیش کرنا اس کے علاوہ اپنی تفسیر میں بے شمار لوگوں کے حوالے پیش کرنا ان کے مسلک اعتدال اور جذبۂ خیر سگالی کی واضح ترین دلیل ہے۔

حوالہ جات

۱ فیضی، گل محمد، پیر کرم، سرگودھا، مکتبۃ الکرم، دعا شریف، ۱۹۹۱ء، ص۱۳
۲ ایضاً، ص: ۱۵
۳ نثار حسین خان، ڈاکٹر، "جسٹس پیر کرم شاہ الازہری"، ششماہی التفسیر، کراچی (تفردات نمبر)، شمارہ ۱۸، ۱۹، جلد ۱۰، اپریل تا ستمبر ۲۰۱۲ء، ص: ۳۲۳۔
۴ ایضاً، ص: ۳۲۴
۵ فیضی، گل محمد، محولہ بالا، ص: ۱۶
۶ نثار حسین خان، محولہ بالا، ص: ۳۲۵
۷ ممتاز احمد سدیدی الازہری، "حضرت ضیاء الامتؒ پاکستان میں اسلامی فکر و ثقافت کے علمبردار"، ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، شمارہ نمبر ۵، جلد: ۳۸، فروری ۲۰۰۹ء، ص: ۳۳
۸ محولہ بالا، ص: ۳۶
۹ محمد شفیق اللہ افضل، ساقی، "دارالعلوم محمدیہ غوثیہ۔ میدان تصنیف و تالیف"، ماہنامہ شاہین بھیرہ، سرگودھا، شمارہ نمبر ۷، جلد نمبر ۲، جون ۱۹۹۴ء، ص: ۴۰
۱۰ فیضی، گل محمد، محولہ بالا، ص: ۲۰
۱۱ احمد بخش، ساقی، پروفیسر، "اہم شخصیات کا انتقال پر ملال"، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ نمبر ۴، جلد نمبر ۳۵، جنوری ۲۰۰۴ء، ص: ۷۸
۱۲ شاہ محمد امین، پیر، "حضرت ضیاء الامتؒ کا ایک یادگار انٹرویو"، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ نمبر ۵، جلد نمبر ۳۷، فروری ۲۰۰۷ء، ص: ۶۹
۱۳ ایضاً، ص: ۷۰
۱۴ ظفر اقبال، محمد، مشہور علماء، کراچی، شاہین دہلی کیشنز، ص: ۸۵۸

۱۵ شاہ محمد امین سید، "حضرت ضیاء الامتؒ کا ایک یادگار انٹرویو" مجلہ ابلاغ، ص: ۶۹

۱۶ قرآن حکیم، سورۃ البقرۃ، آیت ۵۷

۱۷ شاہ محمد امین سید، "حضرت ضیاء الامتؒ کا ایک یادگار انٹرویو" مجلہ ابلاغ، ص ۶۹

۱۸ الازہری، کرم شاہ، سید، ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، سن اشاعت ۱۴۱۵ھ، ص: ۱۶۲، ج: ۱ (حاشیہ نمبر ۳۱۱، آیت ۲۳۸، سورۃ (۲) البقرۃ)

۱۹ ایضاً، ص: ۱۲۶، (حاشیہ نمبر: ۱۹۶، آیت ۱۴۳، سورۃ (۲) البقرۃ)

۲۰ ایضاً، ص: ۲۲۵، (حاشیہ نمبر ۳۶، آیت نمبر ۲۷، سورۃ (۳) آل عمران)

۲۱ ایضاً، ص: ۹۷، (حاشیہ نمبر ۱۱۵، آیت: ۱۰۴، سورۃ (۲) البقرۃ)

۲۲ ایضاً، ص: ۹۷، (حاشیہ نمبر ۱۱۵، آیت: ۱۰۴، سورۃ (۲) البقرۃ)

۲۳ ایضاً، ص: ۸۱، (حاشیہ نمبر ۱۱۸، آیت: ۱۰۴، سورۃ (۲) البقرۃ)

۲۴ ایضاً، ص: ۷۱، (حاشیہ نمبر ۸۰، آیت: ۶۱، سورۃ (۲) البقرۃ)

۲۵ ایضاً، ص: ۹۷، (حاشیہ نمبر ۱۱۶، آیت: ۱۰۴، سورۃ (۲) البقرۃ)

۲۶ ایضاً، ص: ۱۰۸، (حاشیہ نمبر ۱۸۱، آیت: ۱۵۳، سورۃ (۶) الانعام)